بامداد روحانی حضرت سراج الملت مولانا پیر سید محمد حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
بامداد روحانی حضرت شمس الملت مولانا الحاج پیر سید نور حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
بہ الطاف کریمانہ حضرت مولانا الحاج معین الملت پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم

ماہنامہ

انوار الصوفیہ

قصور

مدیر مسئول
غلام رسول گوہر

جلد ۶۶ | اگست ۱۹۷۸ء | شمارہ ۱۱

فہرست

دائرے میں سرخ نشان آپ کا چندہ ختم ہونے کی علامت ہے۔
گوہر

بدل اشتراک

سالانہ	۱۲	روپے
ششماہی	۶	"
سہ ماہی	۳	"
فی شمارہ	۱	"

ایڈیٹر و پبلشر، غلام رسول گوہر، مطبع، لاہور آرٹ پریس انار کلی لاہور، مقام اشاعت، کوٹ عثمان خان قصور۔

ارضِ نبی کی یاد میں

مدینے اور کعبے میں فقط اتنا تفاوت ہے
یہاں قانون ہی قانون وہاں رحمت ہی رحمت ہے

ہوئی تسخیرِ مکہ زور و قوت، عزم و ہمت سے
مدینے کی مگر فاتح نبی کی پاک سیرت ہے

مدینے کا تصور چٹکیاں لیتا ہے جب دل میں
اسے پابندِ جذب و ضبط کر لے، کس میں طاقت ہے

مدینے کی سحر کا خوشنما منظر نہیں دیکھا
کہو تو نغمہ سنجانِ سحر! کیا اس کی صورت ہے

محمد کا مطہر نام جب آجائے ہونٹوں پر
تو جی اٹھتا ہوں یارو، اسمیں کچھ ایسی حلاوت ہے

پڑھا قرآن جب میں نے تو یہ عقدہ کھلا مجھ پر
محمدؐ سے محبت عینِ فطرت عینِ راحت ہے

عمل سے اپنے ثابت کر دکھایا ہے صحابہؓ نے
محمدؐ کی اطاعت حق تعالےٰ کی اطاعت ہے

میں گو اندازہ کر سکتا نہیں اپنے گناہوں کا
مجھے ہر حال میں حضرت سے امیدِ شفاعت ہے

میرا نغمہ بہ اندازِ فغاں ہو کیوں نہ اے رعنا
نگاہوں سے نہاں ہے گنبدِ خضریٰ قیامت ہے

رعنا نظامی

تحریر: محمد صادق قصوری

حضرت شمس الملت سے

چند ملاقاتیں

حضرت شمس الملت پیر سید حافظ نور حسین شاہ صاحب علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ستودہ صفات کے متعلق کچھ لکھنا مجھ ایسے سیہ کار کا کام نہیں ہے۔ کیونکہ ان کی ذاتِ گرامی سراپا عمل جب کہ میں بے عمل، وہ سراسر نور اور میں ظلمت و تاریکی میں غوطہ زن، وہ آفتاب و ماہتاب اور میں ذرۂ خاک، وہ پیکر لطف وعطا اور معدنِ جود و سخا جب کہ میں سراپا تقصیر و خطا۔ غرض یہ کہ ایسی ہستی پر قلم اٹھانے کے لئے زبان و دل کی پاکیزگی شرط ہے۔ جب کہ میں اس سے بھی محروم ہوں۔ اور گل گل تک گناہوں میں دھنسا ہوا ہوں۔

ان تمام تر محرومیوں اور کوتاہیوں کے باوجود چند حروف صفحۂ قرطاس پر بکھیرنے کی ادنیٰ سی سعی کر رہا ہوں کہ شاید یہی حروف میری نجات و بخشش کا سبب بن جائیں۔ اور زندگی کی ڈوبتی ہوئی نیّا پار لگ جائے۔ چنانچہ ذیل میں حضرت سے اپنی چند ملاقاتوں کا مختصر ذکر کر رہا ہوں کہ قارئین حضرت کے اخلاق، خلوص، بلندی کردار، مذہب و ملت سے وابستگی، بزرگانِ دین سے عقیدت و محبت اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مستفیض و مستفید ہو سکیں۔ کیونکہ

؎ جو کام جذب و شوق میں دیوانے کر گئے
وہ زندگی عشق کے افسانے بن گئے

حضرت شمس الملت قدس سرہ کی خدمت میں پہلی مرتبہ ستمبر ۱۹۶۲ء میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ ان دنوں میں ایگریکلچرل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ سرگودھا میں زیرِ تعلیم تھا۔ میں نے حاضر ہونے سے قبل حضرت موصوف کو بذریعہ عریضہ اطلاع دیدی تھی۔ چنانچہ جب میں حاضر ہوا تو دست بوسی کے فوراً بعد حضرت نے ارشاد کیا کہ گاڑی پر آئے ہو یا بس پر۔ میں نے عرض کی حضور! بس پر آیا ہوں۔ فرمانے لگے کہ "ہم صبح سے انتظار کر رہے تھے کہ محمد صادق ابھی تک نہیں آیا۔" میں یہ سن کر حیران و پریشان ہو گیا کہ حضرت صاحب کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ میرا نام محمد صادق ہے۔ اور سرگودھا سے آنے والا میں ہی ہوں جس نے حاضر ہونے کی اطلاع دیدی تھی جبکہ اس سے قبل حضرت سے کبھی ملاقات ہی نہیں ہوئی۔

یہ پہلی بات تھی جس نے حضرت کی روحانیت کے تیر میرے دل میں پیوست کئے۔ اس کے بعد میں چند روز حاضر خدمت رہا۔ اس دوران حضرت کے

ملفوظات طیبات سے محظوظ ہوتا رہا۔ بے شمار زائرین اطراف واکناف سے حاضر ہوتے اور اپنے اپنے دامن گوہر مراد سے بار آور کر کے رخصت ہوتے رہے۔ اس چند روزہ قیام میں حضرت نے مجھ پر خصوصی نگاہِ شفقت فرمائی، ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاتے رہے۔ کئی احباب کو خطوط مجھ سے لکھوائے، کئی ایک کتابیں مجھ کو عنائت فرمائیں۔ جن پر اپنے دستِ مبارک سے یہ الفاظ تحریر فرمائے،

"بپاس خاطر برادرم محمد صادق قصوری"

ایک دن اولیائے کرام کا ذکر مبارک فرما رہے تھے کہ چلتے چلتے بات حضرت امیر ملت قدس سرہ' اور ان کے خلیفہ خاص حضرت پیر خیر شاہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ تک جا پہنچی۔ فرمانے لگے کہ پیر خیر شاہ نے حضرت امیر ملت قدس سرہ' کی بہت خدمت کی ہے۔ اور وہ صحیح معنوں میں فنافی الشیخ تھے۔ ہماری دادی صاحبہ کے آخری ایام میں پیر خیر شاہ نے ایک حیرت ناک کارنامہ انجام دیا۔ دادی صاحبہ کی رحلت سے چند دن قبل ان کی طبیعت بہت خراب ہو چکی تھی۔ ہر چیز کھانے پینے سے چھوٹ گئی تھی۔ والد صاحب (حضرت امیر ملت قدس سرہ') نے عرض کیا کہ جس چیز کو دل چاہتا ہو حکم کیجئے تاکہ منگوا دی جائے۔ دادی صاحبہ نے ایک پھل کی خواہش ظاہر کی جو لاہور یا امرتسر سے ہی مل سکتا تھا۔ اس دور میں ریل گاڑی اور لاری وغیرہ ابھی معرضِ وجود میں نہیں آئی تھی۔ لوگ پیدل سفر کیا کرتے تھے۔ والد صاحب پریشان ہوئے کہ اب کون یہ پھل لائے؟ پیر خیر شاہ نے عرض کیا کہ میں حاضر ہوں۔

چنانچہ پیر صاحب نے والد صاحب کو عشاء کا وضو کرایا اور نماز پڑھ کر امرتسر روانہ ہو گئے۔ علی الصبح حضرت صاحب (والد صاحب) تہجد کے لئے اٹھے، تو پیر خیر شاہ بھی پھل لے کر حاضر ہو گئے۔ والد صاحب یہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ چالیس پینتالیس میل کی مسافت طے کر کے پیر صاحب اتنی جلدی کیسے واپس آ گئے

اس پر پیر خیر شاہ نے عرض کیا، حضور آپ کا حکم ہو تو میں بجا لانے میں دیر کیونکر کر سکتا ہوں۔ اور بیوی بچوں کا خیال کیسے دل میں لا سکتا ہوں۔ میں یہاں سے سیدھا امرتسر بازار گیا اور پھل لے کر واپس آ گیا ہوں۔ بچوں کی طرف جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ یہ سُن کر حضرت صاحب بہت خوش ہوئے۔ اور پیر صاحب کو سینے سے لگا کر نورٌ علیٰ نور کر دیا۔

میری اس حاضری کے دوران مسلسل تین چار دن بارشیں ہوتی رہیں۔ چاروں طرف سے ٹریفک بند ہو گئی۔ سڑکیں اور ریلوے لائن بہہ گئیں۔ مگر میری خوش قسمتی ملاحظہ ہو کہ رات دن حضرت کی خدمت میں رہ کر ملفوظاتِ طیبات سننے کا موقع ملتا رہا۔ اس دوران حضرت کی مہمان نوازی، اخلاق، شفقت اور پیار کے جو مناظر دیکھے۔ وہ ایک علیحدہ تفصیل کے متقاضی ہیں۔

اس کے بعد حضرت ۱۹۶۲ء میں ہی سرگودھا

پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق ویب سائٹس، بلاگز، ویڈیو اور تصاویر کے لنکس

http://ameeremillat.org/	ویب سائٹس
http://ameer-e-millat.com/	ویب سائٹس
http://ameeremillat.com/	ویب سائٹس
http://www.haqwalisarkar.com/	ویب سائٹس
http://www.charaghia.com/	ویب سائٹس
http://www.scribd.com/bakhtiar2k	کتابیں
http://www.flickr.com/photos/34727076@N08/	تصاویر
http://www.flickr.com/photos/91889703@N07/	تصاویر
http://www.facebook.com/groups/alipurnureeds/	فیس بک پر پیر بھائیوں کا گروپ
http://wwwnfiecomblogspotcom.blogspot.com/2009_06_01_archive.html	بلاگز
http://www.jamaatali.blogspot.com/	بلاگز
http://alipuri.blogspot.com/2009/06/about-pir-syed-jamaat-ali-shah.html	بلاگز
http://www.jamaatali.blogspot.com/	بلاگز
http://vimeo.com/user13885879/videos	ویڈیو
Youtbe: bakhtiar2k	ویڈیو
www.marfat.com	اسلامی کتابیں ڈاؤن لوڈ کریں
www.maktabah.org	اسلامی کتابیں ڈاؤن لوڈ کریں
www.fezanenaat.com	نعتیں ڈاؤن لوڈ کریں

انوار الصوفیہ رسالہ

حافظ پیر سید جماعت علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ محدث علی پوری نے 1901ء میں شروع کروایا تھا

اس کتاب میں مندرجہ ذیل مہینوں کے رسالے موجود ہے

جنوری 1925	ستمبر 1937	جنوری 1940
نومبر 1940	اگست 1941	نومبر دسمبر 1952
اکتوبر 1963	جنوری 1964	اپریل 1978
مئی 1978	اگست 1978	مئی 1979
جون جولائی 1979	نومبر دسمبر 1979	جنوری 1980
مارچ 1980	جون جولائی 1980	اکتوبر نومبر 1980
مئی جون 1981	جولائی 1981	ستمبر 1981



انوار الصوفیہ کے رسائل فراہم کرنے پر

درگاہ قلندر علی پور فقیراں سے

ایڈووکیٹ نقشبندی مجددی

علامہ عالیجاہ حسن پیرزادہ

اور درگاہ کے جملہ اراکین کا مشکور ہوں

خدام اولیاء غلام شیخ معزالدین بختیار حسین جاعتی

تشریف لائے تو شیخ عبدالغنی مالک چیف بوٹ ہاؤس کے مکان پر قیام فرمایا۔ مجھے خصوصی طور پر اپنے خادم حاجی خوشی محمد مرحوم کو بھیج کر بلوایا۔ اور جس شفقت و محبّت کا مظاہرہ کیا۔ زبان و قلم کو لکھنے کا یارا نہیں ہے۔

نومبر ۱۹۶۸ء میں میرے ایک عزیز اپنی دنیادی غرض کے لئے مجھے مجبور کر کے اپنے ساتھ حضرت کی خدمت میں لے گئے کہ میں اُن کی سفارش کر کے حضرت سے اُن کا کام کروا دوں۔ ہم رات دیر سے پہنچے۔ سب لوگ سو چکے تھے۔ ہم نے از راہ ادب کسی کو جگانے کی ہمّت نہ کی۔ اور بھوکے پیاسے بغیر بستر کے سردی میں ٹھٹھرتے رہے۔ صبح حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نے فرمایا کہ تم نے کیوں نہ جگایا۔ تمام رات کیوں بھوکے اور سردی میں پریشان رہے۔ ہم لوگ خاموش تھے، لیکن حضرت بار بار افسوس کا اظہار فرما رہے تھے۔ جب میرے عزیز نے اپنا مقصد و مدعا بیان کیا تو فرمایا! پیروں کے پاس دنیاوی اغراض کے لئے نہیں آنا چاہیے۔ بلکہ خدا اور رسول ؐ کے حصول کے لئے آنا چاہیے۔

ستمبر یا اکتوبر ۱۹۶۷ء میں حاضر ہوا تو ایک دن جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء پر گفتگو ہونے لگی۔ چونکہ حضرت اس جنگ کے دوران حیدر آباد دکن جلوہ افروز تھے جنگ کے بعد کئی ماہ تک حالات کی ناسازگاری کی وجہ سے وطن تشریف نہ لا سکے۔ مخالفین نے طرح طرح کی افواہیں پھیلانا شروع کر دیں۔ کسی نے کہا کہ حضرت شہید ہو گئے ہیں۔ کسی نے قید و بند کا شوشہ چھوڑا۔ مگر جونہی حالات سازگار ہوئے تو حضرت بخیریت واپس تشریف لے آئے۔

اس موقعہ پر میں نے عرض کیا حضور! جنگ کے دوران یا بعد میں حکومت ہند کا آپ کے ساتھ کیسا برتاؤ رہا؟ فرمایا! اللہ تعالٰے کے فضل و کرم اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت سے میرے ساتھ کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔ تمام پاکستانی باشندوں پر حیدر آباد دکن کے شہر سے باہر نکلنے پر پابندی لگا دی گئی تھی۔ لیکن ہمیں اس پابندی سے کوئی پریشانی نہیں ہوئی۔ کیونکہ میلوں میں پھیلے ہوئے شہر سے باہر جانے کی ہمیں کیا ضرورت تھی۔ جبکہ ہر چیز شہر میں مہیّا تھی۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہر پاکستانی کو ہر روز صبح و شام تھانہ میں حاضری دینا لازمی قرار دیا گیا۔ مگر ہمارے ساتھ رعائت تھی۔ کہ صبح و شام پولیس والے خود قیام گاہ پر آکر حاضری لگا لیتے تھے۔

ایک دن دو تین آدمی لاہور کی ایک قریبی آبادی کے رہنے والے حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم نے جناب پیر سیّد حیدر حسین شاہ صاحب کو ملنا ہے۔ موصوف اُن دنوں علی پور شریف میں موجود نہیں تھے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا کام ہے؟ کہنے لگے کہ صرف پیر حیدر حسین صاحب کو ہی بتایا جا سکتا ہے۔ چونکہ وہ مل نہیں سکے۔ لہذا ہم واپس جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ٹھہرو، صبح چلے جانا۔ مگر وہ

بے ادب کہنے لگے کہ چونکہ ہمارے پیر صاحب (پیر حیدر حسین) ہمیں نہیں ملے۔ لہذا ہم ابھی واپس جائیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ چند منٹ تو ٹھہر جاؤ، کھانا کھا کر چلے جانا مگر وہ نہیں مانے۔ وہ لوگ ابھی علی پور شریف اور اسٹیشن کے درمیان ہی ہوں گے۔ کہ موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔ آپ بار بار فرماتے رہے کہ" وہ بیچارے خراب ہو رہے ہوں گے، آہ! وہ پریشان ہوں گے۔ انہیں روکا تھا کہ نہ جاؤ مگر وہ زبردستی چلے گئے"۔ جب یہ جملہ آپ نے بار بار دہرایا تو حاجی خوشی محمد خادم مرحوم درشت لہجے میں کہنے لگے۔" ہمیں کیا اگر وہ پریشان ہو رہے ہوں گے تو ہوتے رہیں۔ کیا ہم نے انہیں جانے سے روکا نہیں تھا" اس پر حضرت صاحب نے نہایت محبت اور پیار سے فرمایا کہ خوشی محمد انہیں واقعی کچھ نہیں ہے لیکن ہمیں تو ان کا احساس ہے ناں"!

آخری بار ستمبر ۱۹۷۷ء میں (عید الفطر کے تیسرے روز) حاضر ہوا۔ تو حضور کی صحت بہت کمزور ہو چکی تھی، گردن جھک چکی تھی۔ وہ چہرہ مبارک جسے ٹکٹکی باندھ کر کسی کو بھی دیکھنے کا یارا نہ تھا۔ اس پر اب خزاں چھا رہی تھی۔ ضعف بہت بڑھ چکا تھا مگر پھر بھی اُن کے معمولات میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ وہی ذکر و فکر، وہی مہمان نوازی، وہی محبت و شفقت، بڑی محبت سے ارشاد فرمایا کہ محمد صادق! ابھی پہلے والی جگہ پر ہی کام کر رہے ہو؟ میں نے عرض کیا حضور! آپ کی دعاؤں کے صدقے ابھی تک وہاں ہی ہوں۔ فرمایا" ٹھیک ہے، گھر کے نزدیک ہے"۔

پھر میں نے عرض کیا کہ مرشدی و مولائی حضرت سراج الملت پیر سید محمد حسین علی پوری قدس سرہٗ کی تصنیف منیف" افضل الوسائل" چھپوانے کا بندوبست کر رہا ہوں۔ فرمایا" خدا کامیاب کرے، بڑا اچھا کام ہے"۔ پھر میں نے رخصت طلب کی تو فرمایا اتنی جلدی۔ میں نے اپنی مجبوریاں عرض کیں تو دعائے خیر فرماتے ہوئے رخصت عنایت فرمائی۔ میں دست بوسی کر کے رخصت ہونے لگا تو فرمایا" خدا خوش رکھے"۔

کسے معلوم تھا کہ اس کے بعد حضرت کی زیارت نہیں ہو سکے گی۔ کون جانتا تھا کہ یہ آفتاب جلد ہی غروب ہو جائے گا۔ کسے خبر تھی کہ یہ مہتاب اب اپنی روشنی کا کام مکمل کر چکا ہے اور اس عالمِ فناہ سے عالمِ بقا کی طرف سدھارنے والا ہے۔

اس کے بعد ۱۱ مئی ۱۹۷۸ء/ ۳ جمادی الثانیہ ۱۳۹۸ھ بروز جمعرات یہ خبر جانکاہ سنی کہ حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کی آخری یادگار لاکھوں مسلمانوں کے روحانی پیشوا اور ... کے جنید دوراں ہمیں یتیم کر کے خود داورِ محشر کے حضور حاضر ہو گئے ہیں۔

انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اگرچہ حضرت کی وفات کو دو ماہ ہونے والے ہیں۔ مگر میرے دل نے ابھی تک ان کی موت کو قبول نہیں کیا۔ ابھی تک "خدا خوش رکھے" کی صدا میرے کانوں میں گونج رہی ہے۔

وہ کبھی کے جا بھی چکے مگر نظروں میں اب تک سما رہے ہیں
وہ ہنس رہے ہیں وہ آ رہے ہیں وہ جا رہے ہیں

آہ! میں کیسے بیان کروں کہ حضرت کی وفات حسرت آیات نے ہم کو بے سہارا کر دیا ہے۔ ہم غریبوں کا آقا و مولا اور ملجا و ماویٰ ہمیں داغ مفارقت دے گیا ہے۔ اب زندگی بے مزہ زندگی ہے۔ ہائے! اپنے غم و الم کو کیسے دور کریں۔ جبکہ ہمارے درد کا درمان ہی اُٹھ گیا ہے۔ دارا شکوہ نے اپنے باپ شاہجہان کی اسیری پر کیا خوب کہا تھا۔

ہجر دارا نہ یعقوب کمتر نیست
او پسر گم کردہ بود ما پدر گم کردہ ایم

نماز قائم کریں

بقیہ: مکتوب سراج الملت

عزیزم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

آپ علی پور شریف آئیں۔ آپ کا امتحان لے کر دیکھا جائے گا کہ آپ کونسی کتابیں پڑھنے کی لیاقت رکھتے ہیں۔

فقط والسلام

محمد حسین

مہتمم مدرسہ نقشبندیہ

علی پور سیداں

آپ جواب بہت مختصر لکھا کرتے تھے مگر وہ جواب جامع ہوتا تھا۔ جب میں علی پور شریف حاضر ہوا تو شام کا وقت تھا۔ چونکہ میں آپ کو پہچانتا نہیں تھا۔ میں نے پوچھا آپ کہاں ہیں تو مجھے بتایا گیا وہ ہیں جو مرغیاں ڈربے میں بند کر رہے ہیں۔ اس وقت آپ بہت مرغیوں کو جو پال رکھی تھیں طالب علموں کے ساتھ ڈربے میں بند کر رہے تھے یہ آپ کا ہر روز کا معمول تھا۔ جب آپ فارغ ہوئے، تو سلام عرض کیا۔ آپ نے پوچھا کہاں سے آئے ہو۔ میں نے کہا موضع آوان ضلع امرتسر سے اور ساتھ ہی آپ کا لکھا ہوا پوسٹ کارڈ پیش خدمت کیا۔ آپ نے طالب علموں کو فرمایا اس کو کمرہ میں جگہ دو۔ دوسرے دن صبح آپ نے امتحان کے بغیر ہی مجھے داخل فرمایا۔ اور آپ سے پڑھنا شروع کیا یہاں تک کہ میں عالم و فاضل ہو گیا۔

غلام رسول گوہر

نعت

یہی زندگی کا حاصل یہی عین آگہی ہے
میرا سر وہاں جھکا ہے جہاں ختم بندگی ہے

جو ملے گی سرفرازی تو بڑھے گی سرخروئی
تیرا آستاں سلامت یہاں کونسی کمی ہے

تو سہارا بیکسوں کا تو ہے مفلسوں کا والی
جو چمک رہی ہے قسمت تیری بندہ پروری ہے

تیرے دم قدم سے قائم ہے بہار بزمِ گیتی
تو جہاں کی روشنی ہے تو چمن کی تازگی ہے

مجھے اعتراف مولا سے خطا کا اپنی ہر دم
میرے لب ہیں سوکھے سوکھے مگر آنکھ میں نمی ہے

نہ ہوا ہے کوئی تجھ سا نہ تیری نظیر ہوگی
کہ تجھی پہ ختم یکسر یہ کمال سروری ہے

تیرے در کا ایک ذرہ کہ چمک کر اب ہے انجم
یہ ہے فیض تیرے در کا یہ حصولِ برتری ہے

محمد صادق قصوری

حضرت سراج الملّت کا ایک خط

حضرت سراج الملت پیر سیّد حافظ محمد حسین علی پوری قدس سرہٗ کے نام نامی اسم گرامی سے کون واقف نہیں ہے۔ آپ سنوسیٔ ہند حضرت امیر ملت سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرہ کے فرزند اکبر تھے۔ آپ عالم اجل، فاضل اکمل اور آسمان طریقت کے درخشندہ و تابندہ ستارہ تھے۔ میدان سیاست کے شہسوار اور اقلیم شریعت کے تاجدار تھے۔ آپ نے حضرت امیر ملت قدس سرہ کے ساتھ برصغیر کی تمام مسلم مفاد تحریکوں میں بھرپور حصہ لیا۔ تحریک پاکستان میں نمایاں خدمات انجام دے کر قیام پاکستان کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔

حضرت امیر ملت قدس سرہٗ نے ۱۹۵۱ء میں رحلت فرمائی تو آپ نے سجادگی کی ذمہ داریاں سنبھالیں ملک کے اطراف و اکناف میں روحانیت کے پیاسوں کو تسکین بخشی۔ آپ کا وعظ بہت سادہ مگر پر اثر ہوتا تھا۔ ہر بات کو دلیل سے اس طرح بیان فرماتے کہ سامعین کے قلب و جگر میں گھر کر جاتی۔ تحریر کے میدان میں بھی آپ نے ان مٹ نقوش چھوڑے ہیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیات طیبہ پر آپ نے "افضل الرسل" کے نام سے لاجواب مدلل اور بلند پایہ کتاب لکھی ہے۔ جس نے تمام اہل علم حضرات سے خراج تحسین حاصل کیا ہے۔ اب اس نادر کتاب کا آفسٹ ایڈیشن، مجدد اکیڈمی برج کلاں ضلع قصور پیش کر رہی ہے۔

اگست ۱۹۵۷ء میں حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ نے آپ سے بذریعہ خط مولانا محمد عالم آسی امرتسری مرحوم کے حالات دریافت فرمائے تھے۔ جس کے جواب میں آپ نے جو خط لکھا۔ وہ تا حال حضرت حکیم صاحب قبلہ کے پاس محفوظ ہے۔ اب حضرت حکیم صاحب نے ازراہ کرم اس مبارک اور نادر خط کی فوٹو سٹیٹ کاپی عنایت فرمائی ہے۔ اور راحقر اس کی نقل افادہ عام کے پیش نظر انوار الصوفیہ میں شائع کروا رہا ہے۔ تاکہ عقیدت مند روحانی سکون حاصل کر سکیں۔

حکیم صاحب!

السلام علیکم!

مرحوم مولوی محمد عالم ذکی ذہین ہونے کے

علاوہ ادیب فاضل اور جامع معقول و منقول تھے۔ بہت ہی شریف الطبع اللسان تھے۔ میں نے چند اسباق اُن کے ساتھ مولوی غلام احمد صاحب مرحوم کی خدمت میں پڑھے ہیں۔ زیادہ حالات میں مولوی صاحب کے نہیں جانتا۔ دفتر اخبار الفقیہ گوجرانوالہ سے اُن کے حالات ملیں گے۔ ایڈیٹر الفقیہ معراج دین مرحوم کے لڑکے وہاں رہتے ہیں۔ مولوی صاحب مرحوم نے ثناء اللہ وہابی کے خلاف رسالہ تحریر کئے تھے۔ ان کا پتہ دفتر الفقیہ سے ملے گا۔

بقلم سید محمد حسین علی پوری

۱۱-۸-۵۷

ایک اور مکتوب

غلام رسول گوہر کے نام

آپ کا مذکورہ بالا مکتوب پڑھنے کے بعد ایک مکتوب جس کے الفاظ اب تک میرے ذہن میں مرتسم ہیں، نقل کرتا ہوں۔ ویسے تو آپ کے متعدد مکتوب اگر میں محفوظ رکھتا تو میرے پاس جمع ہو سکتے تھے، مگر بچپن کا یا طالب علمی کا زمانہ تھا۔ اُس وقت اِس وقت کا تصور تک بھی نہ تھا کہ حضرت سراج الملت علیہ الرحمۃ جو علم کے بحرِ بے کنار تھے خطوط بھی آپ کے وصال کے بعد لوگوں کے قلوب کو روحانی اور علمی ضیاء بخش سکتے ہیں۔ رمضان کی چھٹیوں میں جب اکثر طلبا گھروں کو چلے جاتے تھے۔ میں آپ سے اکثر خط و کتابت رکھتا تھا۔ اس لئے کہ مجھ کو قدرتی طور پر آپ سے نہایت ہی انس تھا۔ اور آپ کو بھی مجھ سے اس حد تک انس تھا کہ بعض اوقات میرے اور آپ کے مابین خوشگوار بے تکلفی بھی ہو جاتی تھی، اور آپ مسکرا دیتے تھے۔ میں اپنے خطوط میں اپنی وسعت کے مطابق علمی باتیں آپ سے دریافت کرتا تھا۔ اور آپ اس کا جواب تحریر فرماتے تھے۔ گویا ایک ماہ میں گھر رہ کر حضرت سراج الملت سے بذریعہ خطوط تعلیم حاصل کرتا تھا۔ قارئین پر ظاہر ہونا چاہیئے کہ وہ علمی خطوط علم کا گراں مایہ خزانہ ظاہر ہو سکتے تھے۔ اور آج ان کی مدد سے ہمارے کئی مسائل حل ہو سکتے تھے۔ مگر افسوس وہ انڈیا میں ہی رہ گئے۔ ایک خط کا مضمون مجھے حفظ ہے۔ ذیل میں وہی تحریر کروں گا۔ میں قصبہ رامداس ضلع امرتسر انڈیا میں حضرت مولانا فضل الرحمان کے پاس نحو میر منیۃ المصلی ایسی درسی کتابیں پڑھتا تھا۔ مجھے شوق ہوا کہ علی پور شریف حاضر ہو کر وہاں سے علم حاصل کروں، قبل اس کے کہ میں علی پور شریف حاضر ہوتا میں نے حضرت سراج الملت کی خدمت میں ایک پوسٹ کارڈ لکھا۔ ان ایام میں ایک پوسٹ کارڈ کی قیمت ایک پیسہ ہوتی تھی۔ آپ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا،

بقیہ صٹ پر

وصال شریف

آج مورخہ ۷۸-۶-۱۰ کو رسالہ انوار الصوفیہ حضور شمس الملت، قبلہ عالم سید پیر نور حسین شاہ صاحب کی وفات حسرت آیات، رنج و غم درد و الم کا ایک دائمی پیام پر آلام لایا۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

● جسے پڑھ کر دل اندوہ غم درد والم سے معمور ہو گیا۔ یک وقت آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا اور تمام عالم تاریک تر ہو گیا۔

● ایسے معلوم ہو رہا تھا کہ ایک کوہ گراں سر پر آ پڑا ہے جس سے تمام جسم لرزنے لگا اور دل پہلو میں دھڑکنے لگا۔ اور روح جسم میں بے آب مچھلی کی طرح پھڑکنے لگی۔

● اور ایسے معلوم ہونے لگا کہ آسمان زمین پر آ پڑا ہے اور تمام زمین اس درد انگیز نشتر خیز خونی منظر کو دیکھ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی ہے۔

● اور قلب زار رو رو کر اور اشکوں سے منہ دھو کر وجدانہ کیفیت سے متاثر ہو کر یہ کہہ رہا ہے۔

ع گوری سوئی سیج پر اور مکھ پہ ڈالے کیس
چل خسرو گھر اپنے شام بھئی چو دیس

● اور ایسی محویت ہوئی کہ قبلہ عالم کا سراپائے اقدس آنکھوں کے آگے آ گیا۔ دیکھا کہ لاکھوں کی تعداد میں نیازمند حاضر ہیں۔ اور آپ نورانی لباس میں ملبوس ہیں۔ اور اس روحانی اور نورانی برات کے آگے آگے تشریف لے جا رہے ہیں۔ اس محویت سے متاثر ہو کر ایک محترم سے عرض کیا کہ یہ قبلہ عالم کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔ تو اس بزرگ نے جواب دیا کہ یہ نوشہ جنت ہیں اور ہم ان کی نورانی برات۔

● احقر نے اسی محویت میں آگے بڑھ کر اور قدم بوس ہو کر قبلہ عالم سے دست بستہ یوں عرض کیا۔

ع اے تماشہ گاہ عالم روئے تو
تو کجا بہر تماشہ مے روی

● اور اسی محویت میں حضور قبلہ عالم سے رو رو کر یوں عرض کیا۔

ع در پہ آیا ہے سرو سامان اے نور حسین
کیا کروں میں آپ پہ قربان اے نور حسین

آپ نورِ مصطفےٰ ہیں اور ظلِ مرتضیٰ
مشکلیں ہمدم کی ہوں آسان اے نورِ حسین

● اسی محویت میں احقر نے دیکھا کہ حضور قبلہ عالم متبسم ہو کر اور جھوم جھوم کر رُباعی سُن رہے ہیں۔ اور ارشاد فرما رہے ہیں۔ کہ بیٹا ہمدم! اسے بار بار پڑھو! میں تمہارے حق میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ تمہارا حشر میرے باباجان اور میرے ساتھ فرمائے۔ اور تمہاری تمام مشکلیں آسان ہوں۔ پھر آپ نے دوسرے نیازمندوں کو ارشادات سے نوازا۔

● ھاں یاد آگیا، جب ناچیز ۱۹۳۹ء میں سیدی و مرشدی، مولائی و ملجائی حضرت علامہ ابوالبرکات صاحب قبلہ، اُستاذ العلماء شیخ العرفا کے مرکزی دار العلوم حزب الاحناف سے فارغ ہوا مسجد وزیرخاں میں جلسہ دستارِ فضیلت منعقد ہوا۔ میرے تمام علما ساتھیوں کی دستار بندی ہوئی۔ اس جلسہ میں حضرتِ اقدس محدث اعظم کچھوچھوی اور حضرتِ اقدس امیر ملت قبلہ عالم علی پوری اور حضرتِ اقدس صدر الافاضل اور حضرتِ اقدس شیخ الحدیث مولانا سردار احمد صاحب قبلہ اور علامہ ابوالحسنات صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین تشریف فرما تھے۔ ان حضرات نے ہماری دستار بندی کی اور قبلہ عالم امیر ملت علی پوری قدس سرہ، نے فرمایا کہ دیکھو بیٹا ہمدم یہ میرا ہاتھ ہے جو تمہاری دستار کو لگا ہے۔ اس کی لاج رکھنا۔ دشمنانِ اہل سُنت سے ڈٹ کر مقابلہ کرنا۔ میں دنیا اور آخرت میں تمہاری مدد کروں گا۔ میں آپ کے اس ارشاد گرامی کا اثر عمر بھر دیکھتا رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں۔

● ایک بار احقر قافلہ بنا کر قبلہ عالم علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے عرس پاک پر حاضر ہوا۔ دوپہر کا وقت تھا۔ اسٹیشن سے پیدل سفر کر کے علی پور پہنچے۔ اُن دنوں میں کچی سڑک تھی۔ تمام احباب بھوک سے بے چین تھے۔ ایک ساتھی سے کہا کہ لنگر کا پتہ کرو۔ پتہ چلا کہ لنگر ختم ہو چکا ہے۔ دوسرا تیار ہو رہا ہے۔ تیار ہونے پر تقسیم کیا جائے گا۔ احباب نے ارشاد فرمایا کہ حضرت پیر اختر حسین شاہ صاحب سے عرض کیا جائے کہ وہ ناچیز ہمدم اور ان کے ساتھیوں کے لئے کھانے کا انتظام فرمائیں۔ احقر نے احباب سے عرض کیا کہ اس سرکار میں کھانے کے بارے میں عرض کرنا میں سخت گستاخی سمجھتا ہوں۔ ہمارے میزبان مکرم کو سب مہمانوں کا حال معلوم ہے، تم گھبراؤ مت وہ بہت جلد تمہارے کھانے کا انتظام فرما دیں گے۔ احباب

نے جواب دیا کہ جب تک میزبانوں کو عرض نہ کیا جائے۔ وہ کیسے انتظام کریں گے۔ احقر نے جواب دیا کہ ہمارے میزبان ساداتِ کرام ہیں۔ انہیں سب معلوم ہے۔ یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک نوجوان پٹھان تشریف لایا۔ اور آکر ارشاد فرمانے لگا کہ (مولانا) ہمدم صاحب آپ ہی ہیں۔ ناچیز نے عرض کیا کہ ہاں ہمدم مجھے ہی کہا جاتا ہے۔ تو اس نوجوان پٹھان نے ارشاد فرمایا کہ مجھے حضور امیر ملت قبلہ عالم نے حکم دیا ہے کہ فلاں جگہ جاؤ اور مولانا ہمدم صاحب اور ان کے احباب کو کھانا کھلاؤ! ناچیز اپنے تمام احباب کو ساتھ لے کر چل پڑا۔ بڑے احترام کے ساتھ ایک تنور پر لے جا کر اعلیٰ اعلیٰ کھانے کھلائے۔ اور بار بار وہ نوجوان فرماتے رہے کہ جس چیز کی ضرورت ہو ارشاد فرمائیے۔ کھانے کا بل دے کر السلام علیکم فرما کر وہ چل دیا۔ ناچیز نے احباب سے عرض کیا کہ اس نوجوان کو کہو کہ یہ بل ہم خود ادا کریں گے۔ مگر وہ دیکھتے ہی دیکھتے غائب ہو گیا۔ ہم تین دن تک علی پور شریف میں رہے اور اُسے تلاش کرتے رہے، مگر وہ نہ ملا۔ اس قسم کے واقعات بہت ہیں۔ جو اس مختصر مضمون میں لکھنے سے قاصر ہوں۔ اب میں حضرتِ اقدس پیر حیدر حسین شاہ صاحب قبلہ اور پیر اختر حسین شاہ صاحب قبلہ اور دیگر صاحبزادگان کی خدمت میں حاضر ہو کر اظہارِ افسوس کرتا ہوں۔ اور ان حضرات کی خدمت میں یہ ٹوٹے پھوٹے کلمات اور اشکباری کے پُر غم اثرات نذر کرتا ہوں۔

آپ حضرات کا شریکِ غم

دُعاجو، ناچیز

مہر محمد خاں ہمدم (خادم)

جامع مسجد منڈی چھانگا مانگا تحصیل

چونیاں ضلع قصور

مُراد آباد انڈیا کا ایک مکتوب

حضرت مولانا محمد طاہر نقشبندی

جماعتے سحا ایڈیٹر کے نام

حضرتِ اقدس قبلہ جناب مولانا مولوی غلام رسول گوہر صاحب دامت برکاتہم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ طالب خیریت بخیریت گرامی نامہ ۲۰-۵-۷۸ والا کل شام ۵ جون کو وصول ہوا۔ آہ! پڑھ کر نہایت افسوس ہوا۔ کلیجہ دہل گیا۔

آگرہ میں ۲۵ مئی ۷۸ء بروز جمعرات یارانِ طریقت کے مشورہ پر مجلس ایصالِ ثواب طے پائی۔ مولانا تاج دین الدین صاحب خلیفہ حجاز کے مکان پر صبح بعد فجر قرآن خوانی ہوئی۔ اور ختم شریف پڑھے گئے۔ شرینی پر فاتحہ ایصال ثواب کیا گیا۔ یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ چالیسویں کی تاریخ ۱۵ جون ۷۸ء بروز جمعرات ہے تو اپنے یہاں

بھی یہ تاریخ ۱۵ ارجون جہلم کی تاریخ منعقد کرنے کی تجویز طے پائی ہے۔ بیرون جات کو یہی خطوط تحریر کروائے۔

راقم

طالب دعا

فقیر احقر محمد طاہر جماعتی نقشبندی

محلہ تمباکو والا

مراد آباد

دورۂ تفسیر قرآن

جامعہ اویسیہ رضویہ ملتان روڈ بہاولپور میں حسب سابق ۱۶ شعبان المعظم سے دورہ تفسیر القرآن شروع ہو رہا ہے۔ تدریس کے فرائض پہلے کی طرح استاذ العلماء مولانا علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد صاحب اویسی سرانجام دے رہے ہیں۔ خواہشمند حضرات موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔ رہائش اور خورد و نوش کا انتظام جامعہ کی طرف سے ہوگا۔

عرس شریف لویری والا

جناب مولوی محمد جمیل صاحب نقشبندی جماعتی کے اہتمام سے حسب سابق مورخہ ۲۶ مارچ ۱۶ ربیع الثانی بروز اتوار حضرت امیر ملت کا سالانہ عرس شریف ہوا جس میں حضرت مولانا الحاج پیر سید افضل حسین شاہ صاحب اور حضرت پیر سید صاحبزادہ خورشید حسین شاہ صاحب نے خطاب فرمایا۔

تصوف کی باتیں

خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا طالب کو چار چیزوں سے پرہیز کرنا بہت اہم ہے۔ اولاً بد رفیق سفر اور محرم راز نہیں اس سے پرہیز کرے اس لئے کہ وہ غافل ہے۔ اور غافل کی صحبت سخت خطرناک ہے۔ دوسری چیز، طالب کو چاہیئے کہ مشتبہ اور مشکوک کھانا نہ کھائے۔ طالب کے لئے لازم ہے کہ جو چیز اس کے حلق سے نیچے اترے وہ حلال اور طیب ہو بعض بزرگوں نے ریاضت اور مجاہدہ کے ایام میں گھاس اور درختوں کے پتے کھائے ہیں مگر حرام اور مشتبہ چیز کے نزدیک نہیں گئے۔ تیسری چیز، طالب کو چاہیے کہ جب وہ منہ میں لقمہ ڈالے تو اللہ سے غافل نہ ہو حضور نے فرمایا ہے اللہ کا نام لیکر کھانا شروع کرنا چاہیے۔ جو کوئی اللہ کے نام کے بغیر کھانا کھاتا ہے اس کے ساتھ شیطان شریک ہو جاتا ہے اور اس کے باطن کا نور بجھ جاتا ہے۔ چوتھی چیز، طالب کو چاہیے کہ خوب سیر ہو کر شکم پر کر کے نہ کھائے اس لئے کہ شکم پری حیوانوں کی خصلت ہے۔ سالک کو چاہیئے کہ وہ اتنے کھانے پر قناعت کرے جس سے اس کو عبادت کے لئے قوت اور طاقت میسر ہو۔ اور اس سے اس کے باطن میں نور پیدا ہو۔ جو کوئی کم کھانے کی عادت بناتا ہے وہ فرشتوں کے قریب ہوتا ہے۔ اور اس کے باطن میں ملکی صفات جلوہ گر ہوتی ہیں۔ اس کے برعکس جو پیٹ بھر کر کھاتا ہے وہ حیوان ہے۔

قطعات تاریخ وفات حسرت آیات

عالیجناب قبلہ سید نور حسین شاہ صاحب

نتیجۂ فکر ——— فردُوس فضائی اکبر آبادی

ابھی تو ہم کو ضرورت تھی فیضیابی کی
ابھی سے دے گئے کیوں آپ ہمیں غم فرقت

ہوئی جو تیری ماہ جمادی الثانی
بوقت عصر ہوئے اس جہاں سے رخصت

مئی کی گیارہویں تاریخ روز پنجشنبہ
تڑپتا چھوڑ کے ہم کو گئے سوئے جنّت

خدا سے لائے تھے اتنی لکھا کے عمر اپنی
اناسی سال کے تھے آپ جب ہوئی رحلت

جناب پیر جماعت علی کے ہیں فرزند
انہی سے واسطہ ہے بعد انہی سے ہے بست

خدا کے حکم سے انسان ہے یہاں مجبور
قضا کے سامنے چلتی نہیں کوئی حکمت

وہ شہر ہم کو علی پور بھی دکھا یارب
برس رہی ہے جہاں رات دن تیری رحمت

کھلی جو زلف تو مہکی بساطِ ذوق یقین
تمہارے حسن کی اکثر دلوں میں ہے نکہت

وہ جلوہ گر ہیں علی پور میں مرے آقا
چلی ہے لے کے کہاں مجھکو اب میری وحشت

بصد ملال فردُوس نے لکھا یہ سال وفات
خطیب و مرشد و کامل کی ہو گئی رحلت

۷۸ عیسوی ۱۹

خطیب و مرشد و کامل کی ہو گئی رحلت

۶۲۷ ۶۵۵۰۶ ۹۱ ۳۰ ۴۱ ۶۳۸

۱۹۷۸

منقبت

خُلد میں ہوئے آہ داخل

۱۳۹۸ھ

اے چراغِ راہ عرفاں رہبر راہِ نجات
اے شریکِ دردِ ملت ارفع و اعلیٰ صفات

اے گلِ باغِ رسالت اے علیؓ کے نونہال
ہادیٔ دینِ مبین جنت نشاں اے خوش خصال

نورِ چشم تختِ دل شاہِ جماعتؒ یادگار
اے امینِ معرفت اے حسنِ فخرِ روزگار

حق سے ورثہ میں ملی شانِ ولائیت آپ کو
اور بنایا عامل شرفِ ہدایت آپ کو

شمعِ بزمِ عارفاں اے رہنمائے سالکاں
تسکینِ جانِ عاشقاں اے راہیٔ باغِ جناں

آپ عالی مرتبہ ہیں آپ ہیں صد احترام
اولیا کی بزم میں ہے آپ کا اعلیٰ مقام

شاہ سیّد نور حسین اے ہے شانِ عالی بے مثال
چشمِ نم آبِ فزوں کی لکھ آج تاریخِ وصال

۵۸۰

۱۳۹۸ھ

۱۹۷۸ عیسوی



ہو گئے دنیا سے رخصت آج سید نور حسین
باخلوص و با مروت باحیا و خوشخصال

روز پنجشنبہ بوقت عصر یہ آئی ندا
ہو گیا شیدائے حق کا آہ دنیا سے وصال

گیارہویں تاریخ تھی ماہ مئی کی بے گماں
ہو گیا دار فنا سے آپ کا جب انتقال

جب اناسی سال کی پوری ہوئی عمر عزیز
سوئے جنت چل دیئے دنیا سے عارف باکمال

آخری لمحات میں بھی ذکر حق جاری رہا
عابدوں میں آپکی ملتی نہیں کوئی مثال

یوں تو سب کو اک نہ اک دن موت آئیگی ضرور
آپکے جانے کا لیکن دل کو ہے بیحد ملال

جانثاروں کے دلوں میں آپ ہیں جلوہ فگن
ہو گیا ظاہر میں دنیا سے اگرچہ انتقال

داغ غم وہ ہے نہ بھولیں گے ہم حشر تک
زندگی کے آخری تھے آپ کے یہ ماہ و سال

جانشین قبلۂ عالم ولی ابن ولی
ہیں یہ خاصان خدا اس میں نہیں کچھ قیل و قال

آپکی شان سخاوت کی بھی ہے شہرت عظیم
رد نہ کرتے تھے کبھی بیکس غریبوں کا سوال

ہر جگہ دین مبین کی آپ نے تبلیغ کی
ہادی نبی صلے اللہ علیہ وسلم اے عارف و روشن خیال

اللہ اللہ آپ کا جلوہ گلستانوں میں ہے
ذرے ذرے سے عیاں ہے آپ کا حسن و جمال

ہو گئی حاصل انہیں کو دولت دنیا و دین
جب عقیدتمند در پہ آ گئے لے کر سوال

لیجئے اب تو خبر اے شاہ سید نور حسین
آپ کی فرقت میں اب تو ہو گیا جینا محال

آئی ہاتف کی ندا سالِ رحلت لکھ فرزوک

رہبر راہِ حقیقت یہ ولی اے باکمال

۸ ۹ ہجری ۳ ۱

راہبر	راہِ	حقیقت	یہ	ولی	اے	باکمال
۴۰۸	۲۰۶	۶۱۸	۱۵	۴۶	۱۱	۹۱۳

۸ ۹ ھ ۳ ۱



تصنیف کردہ ــــــــ الحاج محمد طاہر فاروقی

جلوۂ ساماں نور کا عالم ہمارے سامنے
یا نمایاں طور کا عالم ہمارے سامنے

آپ کے خلقِ حسن نے روز روشن کر دیا
ہر شب دیجور کا عالم ہمارے سامنے

آپ کا کردار تھا اک پرتو خلق عظیم
نور حق تھا نور کا عالم ہمارے سامنے

آپ کی تقلید سنت نے نمایاں کر دیا
شرع کے دستور کا عالم ہمارے سامنے

بحرِ جود و گنج ہمت کان بخشش آپ تھے
تھا سراسر نور کا عالم ہمارے سامنے

آپ کا تقویٰ فرشتوں کے لئے سامان رشک
اور حیا اک حور کا عالم ہمارے سامنے

ہر جگہ اور ہر طرف بس آپکے چرچے رہے
ہر گھڑی تھا نور کا عالم ہمارے سامنے

آپ کے انوارِ تاباں سے ہوا ہے بے نقاب
جلوۂ مستور کا عالم ہمارے سامنے

قبلہ عالم اُدھر ہیں شمس ملت ہیں ادھر
سر بسر ہے نور کا عالم ہمارے سامنے

ہے علی پور رشک صد عالم ہمارے سامنے
بارش انوارِ حق دم دم ہمارے سامنے

شمس ملت پیشوائے گمرہاں نورِ حسین
ہر طرف تھا نور کا عالم ہمارے سامنے

بزمِ ارباب طریقت محفلِ اصحاب شوق
ہو گئی کیا درہم و برہم ہمارے سامنے

بابِ رحمت بعد میں بھی نور برساتا رہا
ہر طرف ہر وقت میں جم جم ہمارے سامنے

واصلِ حق ہو گئے اب حضرت نورِ حسین
بجھ گئی پھر اک صفِ ماتم ہمارے سامنے

پیکرِ صدق و صفا اور مخزنِ لطف و عطا
شمس ملت رہبر و ہمدم ہمارے سامنے

آپ کے فیضِ اتم نے مشکلیں آسان کیں
بحرِ غم تھا قطرۂ شبنم ہمارے سامنے

اے علی پور شاد باش شاد زی ہر دم کہ تو
ہے سکون دیدۂ پُرنم ہمارے سامنے

بے قرار و مضطرب ہے طاہر دلگیر کیوں
دیکھ وہ ہیں قبلۂ عالم ہمارے سامنے

دل کی صفائی اور اسکی دوا

ابراہیم ابن ادھم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا
دل کی جلا اور اس کی دوا چار چیزوں میں ہے۔
۱۔ قرآن کو سوچ کر تلاوت کرنے میں۔
۲۔ پیٹ خالی رکھنے میں۔
۳۔ رات کو قیام کرنے میں۔
۴۔ سحری کے وقت اللہ کے آگے گڑگڑانے میں۔

اخلاص کی حقیقت

ایک شخص بیان کرتا ہے کہ میں ایک روز سہل بن عبداللہ تستری کو ملنے کے لئے گیا۔ وہاں اس کے گھر میں میں نے ایک سانپ دیکھا میرا مارے خوف کے بُرا حال تھا، میں ایک قدم آگے رکھتا تھا اور ایک قدم پیچھے۔ سہل نے کہا آجائیے آدمی اس وقت تک اخلاص کی حقیقت کو نہیں پا سکتا جب تک وہ غیر اللہ کے خوف سے بے نیاز نہ ہو۔

غلام رسول گوہر مدیر مسئول

حضورؐ کی سُنّت یا سیرت کھانا تناول کرنے میں

● حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صدقہ نہیں کھاتے تھے۔ مگر جو اوروں کے ہاتھ سے ہو کر آپ کو پہنچا ہو۔ اور اس کی صدقہ والی صفت بدل گئی ہو۔ جیسا کہ میمونہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی آزاد کردہ لونڈی نے آپ کی خدمت میں گوشت پیش کیا۔ جو اس پر کسی نے صدقہ کیا تھا۔ آپ نے فرمایا ھو لھا صدقۃ ولنا ھدیۃ، وہ اس کے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

● آپ دنیا داروں کی طرح کھانے میں تکلف اختیار نہیں فرماتے تھے۔ حلال اور مباح چیز سے جو کچھ میسر ہوتا، آپ تناول فرماتے۔ اگر کھجور ملتی تو کھجور تناول فرماتے۔ اگر روٹی ملتی تو روٹی تناول فرماتے۔ اگر بھنا ہوا گوشت ملتا تو تناول فرماتے۔ اگر دودھ ملتا تو پی لیتے۔ آپ سرکہ کے ساتھ روٹی کھا لیا کرتے تھے اور فرماتے تھے، نعم الادام الخلّ، سرکہ اچھا سالن ہے۔

● آپ گوشت کو بہت پسند فرماتے اور فرماتے " سید الطعام الدنیا اللحم ثم الارز، ویقول اطیب اللحم ظہر الظلوۃ"

دنیا کے کھانوں کا سردار کھانا گوشت ہے۔ اور پھر چاول اور فرماتے اچھا گوشت پیٹھ کا گوشت ہے۔

● حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اونٹ کا اور گھوڑے کا (جبکہ وہ حلال تھا) اور جنگلی گدھے کا اور مینڈھے کا اور بکری کا اور خرگوشت کا اور مرغی کا اور بٹیر کا اور مچھلی کا گوشت تناول فرمایا ہے۔ صحیح روایت کے مطابق ٹڈی کا گوشت آپ نے تناول نہیں فرمایا۔ پلیدی کھانے والی گائے کے گوشت سے اور اس کے دودھ سے منع فرمایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اس کو چند ایام گھر میں روکا جائے کہ وہ پلیدی نہ کھائے۔ اور اس کا معدہ اور پیٹ پلید غذا سے پاک اور صاف ہو جائے۔ سبزیوں میں سے آپ کدو اور گوشت سے ہاتھ کے گوشت کو پسند کرتے تھے۔

● حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک درزی نے حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی ضیافت کی۔ میں بھی آپ کے ہم قدم تھا۔ اس نے آپ کے سامنے روٹی اور شوربہ رکھا۔ اس میں سوکھا گوشت اور کدو تھا۔ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ پیالے کے کنارے سے کدو کے ٹکڑے تلاش کر کے بڑے شوق سے تناول فرماتے ہیں۔ اس دن سے میں کدو کو بہت دوست رکھتا ہوں۔

- پھلوں سے آپ انگور اور تربوز پسند کرتے تھے۔ اور حلوہ اور شہد بھی آپ پسند کرتے تھے۔
- آپ جو کی روٹی اور کھجور اور کھجور اور منکا نقوع اور تربوز اور گھی اور پنیر، اور زیتون کا تیل کھاتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ زیت کھاؤ۔ اس لئے کہ وہ مبارک درخت ہے۔
- آپ تربوز کو پکی ہوئی تیار کھجوروں کے ساتھ اور شکر کے ساتھ ملا کر بھی کھاتے تھے۔ اور پکی ہوئی کھجوروں کو ککڑی کے ساتھ ملا کر اور پھل کو مکھن سے ملا کر اور ککڑی کو نمک کے ساتھ اور سوکھے گوشت کو کدو کے ساتھ کھایا کرتے تھے۔ اور دودھ کو کھجور کی آمیزش کے ساتھ میٹھا کر کے نوش فرماتے تھے۔ آپ کا اکثر کھانا کھجور اور پانی ہوتا تھا۔

- آپ کا محبوب ترین طعام ثرید تھا جو روٹی یا حیس سے بنا ہوتا تھا۔
- آپ گوشت دانتوں سے نوچ کر کھاتے تھے۔ اور اسی کا حکم دیتے تھے۔ چھری کانٹے سے کاٹ کر یا ہاتھوں سے توڑ کر کھانا خلاف سنت ہے۔ آپ فرماتے تھے دانتوں سے توڑ کر گوشت کھانا جلدی ہضم ہوتا ہے اور خوش ذائقہ ہوتا ہے۔
- اگر آپ جنبی ہوتے اور بھوک لگی ہوتی، یا کھانے کا وقت ہوتا تو آپ نماز کے وضو کی طرح وضو کرتے۔ اور کھانا کھا لیتے۔ اور نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ صرف ہاتھ دھوتے تھے۔
- آپ تکیہ لگا کر کھانا نہیں کھاتے تھے۔ اور جب آپ کھانے کے لئے بیٹھتے تو آپ اپنے قدموں اور گھٹنوں کو جمع کرتے، جس طرح نمازی جمع کرتا ہے۔ مگر گھٹنا گھٹنے پر اور پاؤں پاؤں پر ہوتا تھا۔ اور فرماتے میں تو بندہ ہوں، اور بندے کی طرح کھاتا ہوں اور بندے کی طرح بیٹھتا ہوں۔ ایک بار آپ کی خدمت میں بکری کا گوشت پیش کیا گیا۔ آپ دو زانو ہو کر کھانے لگے۔ ایک اعرابی نے کہا، یہ بیٹھنا کیسا ہے۔ آپ نے فرمایا مجھ کو میرے رب نے عبد کریم پیدا کیا ہے۔

بقیہ صہ ۲۴ پر

اعجاز احمد ابن گوہر قصور

اسلامی اور مغربی تہذیب

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اس کی جامعیت، کاملیت، انفرادیت اور مقصدیت کا ہر کس و ناکس معترف ہے۔ ہر مسلمان عالم یاد التشور اس کے حق میں ہزارہا تاویلیں استدلالی طریقہ سے ثابت کر دے گا۔ کہ اسلام میں انسانی زندگی کے ہر مسئلے کا حل موجود ہے۔ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ جو کہ انسان کی عائلی زندگی سے لے کر لحد تک کی زندگی۔ انفرادی زندگی سے اجتماعی زندگی، جہادی زندگی سے لے کر امن و سکون کی زندگی غرضیکہ انسانی زندگی کے ہر گوشہ پنہاں کو بھی آشکار کرتا ہے۔ اور اس بارے میں ہماری رہنمائی اور رہبری کرتا ہے۔ لیکن ان تمام گوہروں کو پاس رکھتے ہوئے بھی اگر ہم مغرب کی تصنع اور بناوٹ سے بھرپور ظاہری زندگی کے دامِ فریب کے شکار ہو جائیں۔ تو یہ ہماری صرف بدبختی ہی نہیں، بلکہ اپنی دین و دنیا کو تباہ و برباد کرنے کے مترادف ہے۔

اسلام اپنے پیروکاروں کو ایک منفرد ضابطۂ حیات دیتا ہے۔ اور اس کی پیش کردہ تہذیب و تمدن دوسری تہذیبوں کا چربہ نہیں۔ بلکہ اس کی بنیاد دین پر ہے۔ اس کا ایک واضح مقصد ہے جو کہ اسے دوسری تہذیبوں سے ممتاز کرتا ہے۔ اس میں غیرتِ ملی ہے۔ اور یہ انسان کو اعتدال کے راستہ پر گامزن کر کے اس کی زندگی میں ہمواری پیدا کرتا ہے۔ یہ انسان کو افراط و تفریط کا شکار نہیں ہونے دیتی۔ کہ کہیں انسان راہِ مستقیم کی پٹڑی سے اتر نہ جائے۔ ہماری تہذیب ارفع و اعلیٰ ہے۔ یہ ہمیں سماجی ناخداؤں کی دستبرد سے محفوظ کرتی ہے۔ بلکہ ایک ایسی ہستی کا تصور پیش کرتی ہے، جو کہ قادرِ مطلق ہے۔ اور جس کے سامنے انسان نے اپنا حساب و کتاب دنیا ہے۔ بلکہ ایک اور زندگی ہے جو کہ حقیقت میں انسان کی اصل زندگی ہے۔ اسلامی تہذیب میں آفاقیت پائی جاتی ہے۔ اور یہ تمام غیر مسلموں کے لئے ایک رہبر کی حیثیت رکھتی ہے کہ جو کوئی اس پر عمل کرے گا، اپنی فلاح کی راہ ہموار کرے گا۔ جو کہ اس کو دونوں جہانوں میں سرخروئی عطا کرے گی۔ اسلامی تہذیب انسانی اشراف و اکرام کی قائل ہے۔ وہ انسان کو اشرف المخلوقات گردانتی ہے جس کے آگے کائنات کی تمام اشیاء تسخیر پذیر ہیں۔ اسلامی تہذیب کی ایک بڑی خوبی مساوات

انسانی ہے۔ یہ تمام لوگوں کو ایک صف میں کھڑا کرتی ہے۔ امیر کو امیری کی وجہ سے بلند وارفع مقام عطا نہیں کرتی۔ اور غریب کو غریبی کی وجہ سے پستی کے غار میں نہیں گراتی۔ بلکہ اس میں اگر کوئی چیز کسی ایک انسان کو دوسرے انسان سے ممتاز کرتی ہے۔ تو وہ ہے انسان کی پرہیزگاری اور تقویٰ شعاری۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اسلامی تہذیب اتنی خوبیوں کی حامل ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ آج کل کی نوجوان نسل مغرب کے افکار اور نیشن پرستی سے اس قدر متاثر ہوئی ہے۔ ہر ذی ہوش شخص اس حقیقت کو جانتا ہے کہ ہر چمکنے والی شے سونا نہیں ہوتی۔ لیکن وہ لوگ جن کی عقلوں پر پٹی بندھ چکی ہو۔ وہ لوگ جن میں کوتاہ نظری کا عنصر غالب ہو۔ وہ ہر چمکنے والی چیز کو سونا سمجھتے ہیں مغربی تہذیب میں اس قدر ظاہر نمود و نمائش اور بناوٹ و تصنع ہے کہ ہر ترقی پذیر ملک کی نگاہیں اس سے چکا چوند ہو جاتی ہیں۔ اور وہ اس کے دامِ الفت کا اسیر ہو جاتا ہے۔ مغربی تہذیب کا ہمارے معاشرے پر اثر انداز ہونے کی وجہ ایک مادی برتری ہے۔ جب ہم مغربی اقوام کی مادی ترقی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ تو اپنی بے بسی کا احساس ہوتا ہے۔ اور ہم اپنے آپ کو اسی رنگ میں رنگنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ فریبِ دل کے لئے اور اپنے آپ کو مطمئن کرنے کے لئے اُن کی نقالی کر کے اپنے آپ کو مہذب اور تہذیب یافتہ ہونے کا ثبوت دیا جائے لیکن ٹھیکری کو کوئی گوہر اور پتھر کو کوئی جوہر نہیں کہہ سکتا۔ اس طرح ہماری نوجوان نسل جدت کو چھوڑ کر نقالی کی روش اختیار کر کے اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار رہے ہیں۔ اور اسلام کے عظیم ورثہ سے فائدہ نہ اٹھاتے ہوئے اپنی دین و دنیا کو مصیبتوں سے دوچار کر رہے ہیں۔ مغربی تہذیب سے متاثر ہونے کی ایک بڑی وجہ ہماری نوجوان نسل میں اپنی تہذیب و تمدن سے ناواقفیت ہے۔ اگر ان کو معلوم ہو کہ ہماری تہذیب میں کس قسم کے ہمہ گیر نظریات ہیں۔ اور اُن کو پوری طرح ان کی روح سے آشنا کر دیا جائے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ مسلم ملت نوجوانان مغربی تہذیب کو باعثِ افتخار سمجھیں۔

تبصرہ

نام کتاب :- افضل الرسل

مصنف :- سراج الملت سید محمد حسین علی پوری

صفحات :- ۱۵۲

قیمت :- دس روپے

ناشر :- مجددی اکیڈمی برج کلاں ضلع قصور

زیرِ نظر کتاب حضور سید عالم کی سیرتِ مبارکہ پر ایک منفرد اور جامع کتاب ہے۔ مصنف نے قرآن و حدیث اور غیر مسلم مشاہیر کے حوالوں سے حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی دوسرے انبیاء پر فضیلت و برتری بڑے احسن طریقے سے بیان کی ہے۔ عاشقانِ مصطفٰے کے لئے یہ ایک بیش بہا تحفہ ہے۔

اخبار آستانہ عالیہ

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت جوہر الملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب و دیگر حضرات علی پور شریف ہیں۔ مورخہ ۱۰ جولائی کو حضرت پیر سید انور حسین شاہ صاحب و حضرت پیر سید بشیر حسین رحمۃ اللہ علیہما کا سیالکوٹ جماعت منزل میں حسبِ دستور سابق سالانہ عرس شریف ہوا۔ رات کو نعت خوانی اور وعظ ہوا۔ عقیدتمندوں نے بکثرت شرکت کی۔ حضرت معین الملت اور حضرت پیر سید نذر حسین شاہ صاحب اور حضرت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب اور حضرت پیر سید منور حسین شاہ صاحب اور آپ کے صوفیار نے جلسہ کا اہتمام فرمایا۔

ارتحال

سید محمد عاشق علی شاہ صاحب مجددی سرہندی چک ۱۴۱ مرڑ کلاں سانگلہ ہل کی والدہ ماجدہ بقضائے الٰہی ۲۸ جمادی الثانی مطابق ۵ جون بروز پیر بوقت عصر وفات پا گئیں ہیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

مرحومہ بڑی صالحہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے۔ ادارہ صاحبزادہ صاحب کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

ادارہ

بقیہ: سنتِ رسول کھانا تناول کرنے میں

عبد جبار پیدا نہیں کیا۔ کبھی آپ دائیں پاؤں کو کھڑا کرتے اور بائیں پر بیٹھتے۔ آپ اپنی تین انگلیوں کے ساتھ کھاتے تھے۔ یعنی انگوٹھا اور اس کے ساتھ کی دو انگلیوں کے ساتھ۔ اور کبھی اگر ضرورت ہوتی تو چوتھی کو بھی شامل کرتے تھے۔ آپ دو انگلیوں سے نہیں کھاتے تھے فرماتے تھے دو انگلیوں سے کھانا شیطان کا کھانا ہے۔ ہاتھوں کو پونچھنے یا دھونے سے پہلے آپ انگلیوں کو چاٹتے تھے۔ پہلے آپ وسطی کو چاٹتے اور اس کے بعد سبابہ اور پھر انگوٹھے کو، بسا اوقات آپ کی انگلیاں بیچ چاٹتے تھے۔

آپ نے فرمایا ہے جب تم سے کوئی کھانا کھائے تو وہ رومال سے ہاتھ نہ پونچھے۔ یہاں تک کہ خود چاٹے یا کسی سے چٹوائے۔ (بزرگ تبرکاً چھوٹوں سے انگلیاں چٹوا سکتا ہے) اس لئے کہ وہ نہیں جانتا کہ اسکے کس طعام میں برکت ہے۔ آپ پیالہ بھی چاٹتے تھے اور فرماتے تھے کہ آخری طعام میں بہت برکت ہوتی ہے۔ اگر آپ چربی والی چیز کھاتے تو ہاتھ خوب اچھی طرح دھوتے۔ پھر تر ہاتھوں کو چہرے پر اور ہاتھوں پر پھیرتے تھے۔

(جاری)